Digitized by Khilafat Library Rabwah

فون ۳۲۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم منگل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily **ALFAZL** RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۴/۲۹ | ۲۶ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ ۔ ۳۰ فتح ۱۳۵۴ہش ۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۷۵ء | نمبر ۲۹۷

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۳۰ فتح۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمدللہ

احباب توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت سے رکھے اور عمر میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے۔ آمین

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا:۔ سر میں شدید درد ہے

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو اپنے فضل سے کامل و عاجل صحت عطا فرمائے اور تا دیر سلامت رکھے۔ آمین

قسط ۱

ربوہ میں اسلام اور احمدیت کے سوا لاکھ سے زائد پروانوں کے عظیم الشان اجتماع کے اہم کوائف

مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہوں کی گنجائش اور کھانے کی پرچیوں کے لحاظ سے مہمانوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ

مسجد مبارک میں باجماعت نماز تہجد کی ادائیگی اور درس القرآن کا اہتمام شبینہ اجلاس کی مختصر روداد

مرحومین کے لئے دعائے مغفرت

۲۶-۲۷-۲۸ فتح ۱۳۵۴ہش (مطابق ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۷۵ء) کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مرکز ربوہ میں جماعت احمدیہ کا جو تراسی واں نہایت مقدس جلسہ منعقد ہوا وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر لحاظ سے بہت کامیاب اور بابرکت رہا۔ محکمہ ریلوے کے عدم تعاون اور ربوہ پہنچنے میں شدید مشکلات کے حائل ہونے کے باوجود اسلام اور احمدیت کے پروانے نہ صرف پاکستان کے ہر حصے اور ہر علاقے سے بکثرت تشریف لائے بلکہ دنیا کے دور دراز ممالک سے بھی دیوانہ وار اپنے مرکز میں کھنچے چلے آئے اور انتہائی توجہ اور انہماک کے ساتھ جلسہ کی جملہ کارروائی کو سنتے رہے اور اس کے تمام دینی اغراض و مقاصد کو پورا کرنے کے لئے کوشاں رہے۔ انہیں خصوصی اجتماعی دعاؤں اور عبادات کا موقع میسر آیا۔ باہمی ملاقاتوں کے ذریعے تعلقاتِ اخوت و محبت استحکام پذیر ہوئے۔ بزرگانِ جماعت و علمائے سلسلہ کی تقاریر اور سب سے بڑھ کر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زندگی بخش، بصیرت افروز اور روح پرور خطابات سن کر دینی مسائل کو سمجھنے اور اپنے ایمان و معرفت میں ترقی کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

ذیل میں جلسہ کے اہم کوائف مختصر طور پر پیش کئے جاتے ہیں:۔

جلسہ میں شامل ہونیوالوں کی تعداد

جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں بتایا جا چکا ہے امسال جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کرنے والوں کی تعداد ہر طرح کے نامساعد حالات کے باوجود خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک لاکھ پچیس ہزار سے بھی تجاوز کر گئی، الحمدللہ

اس دفعہ مردانہ جلسہ گاہ کو پہلے کی نسبت کافی وسیع کیا گیا تھا اور اس میں کم و بیش ایک لاکھ اشخاص کے بیٹھنے کی گنجائش رکھی گئی تھی جبکہ جلسہ کے دوران کئی ہزار اشخاص ایسے بھی تھے جو جلسہ گاہ سے باہر رہ کر جلسہ کی کارروائی کو سن رہے تھے۔ زنانہ جلسہ گاہ میں کم و بیش ۴۰ ہزار مستورات کے بیٹھنے کی گنجائش رکھی گئی تھی لیکن اس کے باوجود جلسہ کے دوران بعض اوقات جگہ ناکافی دکھائی دیتی تھی۔

کھانے کی پرچیوں کے لحاظ سے بھی امسال مہمانوں کی تعداد میں خدا کے فضل سے خاصا اضافہ ہوا۔ گذشتہ سال ۲۷ دسمبر کی شام کو لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کھانا کھانے والوں کی کل تعداد ۶۲۸۴۴ تھی جبکہ امسال اسی تاریخ کی شام کو کھانا کھانے والوں کی تعداد ۸۱۸۰۷ تھی۔ گویا کھانے کی پرچیوں کے لحاظ سے بھی ۱۸۹۵۳ مہمانوں کا اضافہ ہوا جبکہ ہزارہا کی تعداد ایسے مہمانوں کی ہوتی ہے جو اپنے کھانے کا انتظام خود کرتے ہیں یا روزانہ جلسہ میں شامل ہونے کے بعد قریبی مقامات مثلاً سرگودھا، لائلپور وغیرہ میں چلے جاتے ہیں۔ پھر ہزاروں کی تعداد میں وہ غیر از جماعت اصحاب بھی ہوتے ہیں جو قریبی مقامات سے آکر روزانہ جلسہ سنتے رہے اور پھر اپنے اپنے ہاں واپس چلے جاتے رہے۔ اسی طرح ربوہ کے ہزارہا احباب بھی ایسے ہوتے ہیں جو دن رات جلسہ سالانہ کے سلسلے میں اپنی اپنی ڈیوٹیوں پر متعین رہتے ہیں اور اپنے کھانے کا انتظام خود کرتے ہیں اگر ان سب کو ملحوظ رکھا جائے تو جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد سوا لاکھ سے بھی کہیں زیادہ ہو جاتی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

نماز تہجد اور درس القرآن کا اہتمام

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام دعاؤں اور عبادتوں کے دن ہوتے ہیں اس لئے ان ایام میں احبابِ جماعت زیادہ سے زیادہ اجتماعی دعاؤں اور عبادات کا اہتمام کرتے ہیں۔

گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی مسجد مبارک ربوہ میں جلسہ کے ایام میں احبابِ جماعت غیر معمولی طور پر بڑی کثرت کے ساتھ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے رہے۔ اس مسجد میں نماز تہجد بھی باقاعدگی کے ساتھ باجماعت ادا کی جاتی رہی۔ شدید سردی کے باوجود دور و نزدیک سے ہزارہا احباب روزانہ نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے مسجد مبارک میں تشریف لاتے رہے اور بڑی رقت اور سوز و گداز کے ساتھ دعائیں کرنے کی توفیق پاتے رہے۔ امسال مکرم قاری حافظ محمد عاشق صاحب جلسہ کے مبارک ایام میں نماز تہجد پڑھاتے رہے۔

نماز فجر کے بعد روزانہ نظارت اصلاح و ارشاد کے زیرِ اہتمام مسجد مبارک میں قرآنِ پاک کا درس بھی ہوتا رہا۔ امسال یہ درس محترم مولانا ابوالعطاء صاحب، محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب اور محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب نے دیا۔

احباب جماعت بڑے ذوق و شوق کے ساتھ ان میں شامل ہو کر مستفیض ہوتے رہے۔

شبینہ اجلاس

گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر شبینہ اجلاس (باقی ص ۸ پر)

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبدالحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
مؤرخہ ۳۰ر فتح ۱۳۵۴ ہش
مؤرخہ ۳۰ر دسمبر ۱۹۷۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نشانہائے آسمانی کا آئینہ دار منظر

ہمارا تراسیواں مقدس و بابرکت جلسہ سالانہ دنیا پر اس امر کو آشکار کرنے کے بعد کہ ترقی اور غلبہ کی وہ تمام بشارتیں جن سے اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو نوازا ہے بڑی شان سے پوری ہوتی چلی آ رہی ہیں فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کی موسلا دھار بارش کے درمیان نہایت درجہ کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ یہ جلسہ بھی بحمداللہ تعالیٰ ایک مصفا آئینہ ثابت ہوا جو لاتعداد نشانہائے آسمانی کے ظہور کا دلکش نظارہ آنکھوں کے سامنے لانے اور اس طرح ایمانوں کو ایک نئی پختگی، قلوب و اذہان کو ایک نئی روشنی اور روحوں کو ایک نئی بالیدگی سے ہمکنار کرنے کا موجب بنا۔ اور اس نے ثابت کر دکھایا کہ اُس چراغ کو جو خدا کے نور سے مستنیر ہے دنیا والے منہ کی پھونکوں سے بجھانے پر کبھی قادر نہیں ہو سکتے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ کو اس عظیم الشان بشارت سے نوازا ہے کہ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ (النور آیت ۳۹) یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کو جنہیں اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے سے اور زکوٰۃ کے دینے سے نہ تجارت اور نہ سودا بیچنا غافل کرتا ہے اور جو اُس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اُلٹ جائیں گے اور آنکھیں پلٹ جائیں گی اُن کے اعمال کی بہتر سے بہتر جزا دے گا اور ان کو اپنے فضل سے مال اور تعداد میں بڑھاتا چلا جائے گا۔ ان کی تعداد کم نہیں ہوگی بلکہ وہ بڑھتی ہی چلی جائے گی۔ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس آخری زمانہ میں احیاء و غلبۂ اسلام کی غرض سے مبعوث فرمایا اللہ تعالیٰ کے ایسے ہی پاکباز انسانوں کو ایک ہمیشہ بڑھنے اور ترقی کرنے والی جماعت کی شکل میں منظم کر کے غلبۂ اسلام کی راہ کو ہموار کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:-

(۱) "خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اُٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا۔ اور ایسا ہو گا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا۔" (اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان بشارت کے پورا ہونے اور ہوتے چلے جانے کا ایک درخشندہ و تابندہ ثبوت جلسہ سالانہ کو قرار دیا اور اس کے متعلق فرمایا:-

وَسِّعْ مَكَانَكَ - يَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ -

یعنی اپنے مکان کو وسیع کر کہ لوگ دور دور کی زمین سے تیرے پاس آئیں گے۔

(اشتہار ۱۷ر فروری ۱۸۹۷ء)

اور پھر بالوضاحت اس ضمن میں یہ بھی بتایا کہ صرف اس سرزمین کے کونہ کونہ سے ہی لوگ نہیں آئیں گے جس پر تو آباد ہے بلکہ قوموں کی قومیں اپنے نمائندوں کی وساطت سے اس جلسہ میں آ شامل ہوں گی اور یہ انتہائی وسیع پیمانہ پر ایک بین الاقوامی اجتماع کی شکل اختیار کر لے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی اس تفصیلی بشارت کا ذکر کرتے ہوئے رقم فرمایا:-

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔" (اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

جلسہ سالانہ کے تعلق میں یہ عظیم الشان بشارتیں ہر سال ہی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتی ہیں اور ہوتی بھی ہیں ہر سال پہلے سے بڑھ کر شان کے ساتھ۔ اس طرح جلسہ سالانہ کی شکل میں غلبۂ اسلام کی جو جھلک منصۂ شہود پر آتی ہے وہ دنیا پر آشکار کر دکھاتی ہے کہ وہ دن دور نہیں ہے کہ جب اسلام پورے کرۂ ارض پر غالب آ کر نوعِ انسان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کر دکھائے گا۔ امسال نہ صرف پاکستان کے کونہ کونہ سے تشریف لانے والے احباب کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا بلکہ مشرق و مغرب کے بیرونی ممالک سے دیوانہ وار کھنچے چلے آنے والے نمائندگانِ اقوامِ عالم بھی گزشتہ سال کی نسبت بھاری تعداد میں تشریف لا کر کمال خلوص و عقیدت سے جلسہ میں شریک اور اس کی عظیم الشان برکات سے بہرہ ور ہوئے حتیٰ کہ ان دور و نزدیک سے تشریف لانے والوں کی تعداد سوا لاکھ سے بھی تجاوز کر گئی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جہاں تک بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے احباب کی تعداد میں اضافہ کا تعلق ہے وہ تائید و نصرتِ الٰہی کے ایک مہتم بالشان نشان کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو پاکستانی احباب بسلسلہ ملازمت مشرق و مغرب کے بیرونی ممالک میں آباد ہیں اور انہوں نے ان ملکوں کی شہریت اختیار کی ہوئی ہے وہ تو ہر سال ہی سینکڑوں کی تعداد میں جلسہ سالانہ کے موقع پر اپنے وطنِ عزیز آتے اور جلسہ میں شریک ہو کر اس کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہوتے ہیں لیکن بیرونی ممالک کے نو مسلم احمدی احباب نے جو اُن ملکوں کے اصل باشندے ہیں اپنے اپنے ملک اور قوم کے نمائندوں کی حیثیت سے ۱۹۷۳ء سے آنا شروع کیا تھا۔ اُس سال نصف درجن ممالک کے ۱۲ نمائندے تشریف لائے تھے۔ اس سے اگلے سال یعنی ۱۹۷۴ء میں ایک درجن ممالک کے پچاس نمائندے تشریف لائے اور امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیرونی ممالک کی جماعتہائے احمدیہ کے نمائندگان کی تعداد ۱۰۱ تک جا پہنچی۔ یعنی ۱۹۷۳ء کے مقابلہ میں ۱۹۷۴ء کے جلسہ میں ان کی تعداد میں سو فیصد اضافہ ہوا اور ۱۹۷۵ء کے جلسہ میں بیرونی اقوام کے نمائندوں کی تعداد ۱۹۷۴ء کے مقابلہ میں اور بھی زیادہ رہی۔ گزشتہ تین سال سے ان کی تعداد میں ہر گزشتہ سال کی نسبت غیر معمولی اضافہ کی رفتار کا برقرار رہنا ایک مہتم بالشان نشان کی حیثیت رکھتا ہے جس کے تصور سے دلوں پر اہتزاز کی کیفیت طاری ہوئے بغیر نہیں رہتی۔

بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے احباب میں امریکہ، کینیڈا، انگلستان، مغربی جرمنی، ناروے، سویڈن، ڈنمارک، سیرالیون، نائیجیریا، گھانا، یوگنڈا، کینیا، ماریشس، سری لنکا اور انڈونیشیا کے باشندے شامل تھے۔ شمعِ اسلام کے یہ سب پروانے ان ملکوں کے اصل باشندے اور صحیح معنوں میں اپنی اپنی قوم کے نمائندے تھے۔ سب سے بڑا وفد اُس ملک کا تھا جو سب سے زیادہ دور واقع ہے اور دنیا کے آخری کنارہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہماری مراد ریاستہائے متحدہ امریکہ سے ہے۔ وہاں سے بحمد اللہ تعالیٰ اکتالیس احباب تشریف لائے۔ ایک نمائندہ اُن چودہ یوگوسلاوین باشندوں کا بھی تھا جنہوں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے حالیہ سفرِ یورپ کے دوران گوٹن برگ میں ایک ہی مجلس میں بیک وقت بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی تھی اور وہ ہیں ہمارے بھائی محترم جمال ترکووچ صاحب۔ ان سب احباب کا ہزارہا میل کا سفر طے کر کے اور مجموعی طور پر لاکھوں روپیہ اخراجاتِ سفر کے طور پر خرچ کر کے جلسہ میں شرکت کی غرض سے یہاں آنا اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے خالص اور دلی محبوں کے گروہ کو بڑھا رہا ہے، اُن کے نفوس و اموال میں برکت دے رہا ہے اور ان میں کثرت بخش رہا ہے۔ اور حسبِ وعدہ اُس نے اس جلسہ کے لئے جو قومیں تیار کی ہیں وہ اس میں ہر سال پہلے سے بڑھ کر شان کے ساتھ شامل ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ وہ کیوں نہ اس میں آملیں جبکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں اور جو اپنے وعدہ کو پورا کر کے رہتا ہے۔

الغرض ہمارا ۸۳واں جلسہ سالانہ بھی تائید و نصرتِ الٰہی کے لاتعداد مہتم بالشان نشانوں کو منصۂ شہود پر لانے اور ایمانوں اور خدمتِ اسلام کے عزائم کو پختہ سے پختہ تر کرنے کا موجب بنا اور دنیا پر ایک بار پھر اُس نے آشکار کر دکھایا کہ ؎

نشان ساتھ ہیں اتنے کہ کچھ شمار نہیں!
ہمارے دین کا قصّوں پہ ہی مدار نہیں!

پتہ مطلوب ہے

خاکسار کو اپنے بھائی مکرم عبدالرحیم صاحب طاہر کا پتہ مطلوب ہے۔ اگر عبدالرحیم صاحب طاہر خود اس اعلان کو پڑھیں یا کسی دوست کو ان کا علم ہو تو اُن کے ایڈریس سے فوری طور پر مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیکر ممنون فرمائیں۔

(قریشی عبدالرحمن مبلغ سری لنکا نزیل ربوہ معرفت دفتر وکالت تبشیر۔ ربوہ)

ہستی باری تعالیٰ — حالاتِ انبیاء کی روشنی میں

(محترم مولوی محمد منور صاحب فاضل سابق مبلغ مشرقی افریقہ)

جماعت احمدیہ کے ۸۳ ویں جلسہ سالانہ میں ۲۶ دسمبر ۱۹۷۵ء کو پہلے اجلاس میں محترم مولوی محمد منور صاحب فاضل سابق مبلغ مشرقی افریقہ نے جو تقریر فرمائی اس کا متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝

(اعراف آیت ۱۸۱، ۱۸۲)

تمہید

چند سال ہوئے جب میں تنزانیہ کے دارالحکومت دار السلام میں تھا تو میرے پاس ایک روسی نوجوان آئے جو ماسکو یونیورسٹی کے گریجوایٹ تھے اور روسی سفارت خانے میں ایک خاص کام پر مقرر تھے۔ دورانِ گفتگو میں نے ان سے کہا کہ سائنس کے میدان میں آپ جو تحقیقات کرتے ہیں اور کامیابیاں حاصل کرتے ہیں ہم ان کے مداح اور معترف ہیں لیکن روحانی میدان میں ہم نے جو تحقیقات کی ہے اور جو حقائق معلوم کئے ہیں آپ لوگ ان کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہ تعجب سے پوچھنے لگے کہ ہم نے کن حقائق کا انکار کیا ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ آج سے قریباً اسی برس قبل قادیان میں رہنے والے ایک بزرگ انسان نے اپنے ذاتی تجربہ سے یہ حقیقت پیش کی کہ اس کائنات کا ایک پیدا کرنے والا ہے۔ جو مدبر بالارادہ ہے۔ وہ تمام قدرتوں اور طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ اسی کا علم ماضی، حال اور مستقبل پر یکساں طور پر حاوی ہے۔ وہ سنتا، دیکھتا اور کلام کرتا ہے۔ جب وہ کسی بات کا ارادہ کرے تو خواہ وہ بظاہر کتنی انہونی نظر آتی ہو وہ پوری ہو کر رہتی ہے۔ وہ اپنے حضور دعائیں کرنے والوں کی دعائیں سنتا اور ان کا جواب دیتا ہے۔ پھر میں نے چند واقعات ان کے سامنے مثال کے طور پر پیش کئے جن سے ثابت ہوتا تھا کہ جب خدا تعالیٰ نے خبر دی کہ فلاں کے ہاں اولاد ہوگی تو بانجھ سمجھی جانے والی عورتوں کے ہاں بچے پیدا ہوئے اور جب خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ فلاں کے ہاں اولاد کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا ہے وہ بچے جننے والیاں بانجھ ہو گئیں۔ جب خدا تعالیٰ نے کسی بیمار کے متعلق تندرست ہونے کی خوشخبری دی تو وہ علاج کے بغیر تندرست ہو گیا اور کسی کے مرنے یا قتل ہونے کی خبر دی تو ہر قسم کی حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کے باوجود وہ اس دنیا سے کوچ کر گیا اور بسا اوقات بچہ پیدا ہونے یا کسی انسان کے قتل ہو جانے کی موت سے بھی قبل از وقت خبر دی گئی اور یہ پیشگوئیاں مقررہ مدت کے اندر پوری ہو گئیں۔ یہ باتیں سن کر وہ ایسے حیران ہوئے کہ ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا نہ ہی وہ ان واقعات کی کوئی اور وجہ بتا سکے۔ صرف اتنا کہا کہ مجھے کوئی ایسی کتاب دیں جس میں ان باتوں کا تفصیل سے ذکر ہو۔ کیونکہ میرے دادا مسلمان تھے میرے والد کمیونسٹ اثر کے ماتحت مذہب بیزار ہو گئے اور میں اسی ماحول میں پروان چڑھا ہوں۔ وہ انگریزی زبان بڑی سہولت سے بول اور سمجھ سکتے تھے اس لئے میں نے انہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی کتاب "احمدیت" کا انگریزی ترجمہ دیا جو وہ اپنے ساتھ لے گئے۔

اس میں شک نہیں کہ ایک عقلمند انسان اس کائنات کی پیدائش، اس کے نظام، اس کے اٹل قوانین اور ان کی حیرت انگیز کارکردگی اور اس کائنات کی تمام اشیاء میں باہم ربط اور تعاون پر غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اس کائنات کا بنانے اور چلانے والا ضرور موجود ہونا چاہیئے لیکن یہ نتیجہ جب تک عقلی اور خیالی رہتا ہے کسی انسان کو یقین محکم پر قائم نہیں کر سکتا کہ ایسا پیدا کرنے والا ضرور موجود بھی ہے اور اگر دوسروں سے سننے کے نتیجہ میں کوئی شخص اقرار بھی کرے کہ اس کائنات کا خالق موجود ہے تو جب تک اس کی صفات کا تفصیلی علم اسے حاصل نہ ہو اس قسم کا اعتقاد اس کی زندگی اور افکار پر حاوی اور اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب تک اسے یہ علم نہ ہو کہ اس بالا ہستی کا ایک عام انسان کی زندگی سے کیا تعلق ہے اور وہ کس طرح اس سے تعلق قائم کر کے اپنی زندگی کو خوشگوار بنا سکتا اور کئی قسم کے خطرات سے بچ سکتا ہے تب تک اس کمزور اعتقاد کے باوجود اپنی زندگی کو بہتر بنانے یا اسے ٹھیک طور سے گزارنے کی طرف کوئی عملی قدم نہیں اٹھائے گا کیونکہ ہر شخص اپنے ذہن اور قلب کی تسکین چاہتا ہے۔ عقلی نتائج کے ساتھ جب تاریخ اور مشاہدہ شامل ہو جاتا ہے تو اس یقینی علم کے حصول کے بعد وہ اپنے آپ کو یکسر بدلا ہوا پاتا ہے اور زندگی کے ایک نئے باب کا آغاز کرتا ہے۔

انبیاء اور ان کے خواص:-

انسانوں میں سے کچھ تو اس کائنات کی اشیاء کے حقائق اور خواص معلوم کرنے کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں انہیں ہم حکیم، فلسفی اور محقق کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ کچھ اور لوگ اس کائنات کے پیدا کرنے والے کی ذات، صفات اور تعلیمات کے متعلق ریسرچ کرتے ہیں اور مجاہدات، دعاؤں اور عبادتوں کے ذریعہ اس مقام تک پہنچ جاتے ہیں جہاں خالق کائنات نیند یا بیداری میں ان سے کلام کرتا اور اپنی ہستی کے راز سے ان کو باخبر کرتا ہے۔ یہ کلام جب اپنی صفائی، روشنی اور کثرت میں انتہاء کو پہنچ جاتا ہے تو خود خالق کائنات انہیں نبی کے نام سے موسوم کر کے انہیں ہدایت، صداقت اور دیانت کا بہترین نمونہ بناتا ہے اور پھر انہیں کچھ احکام دیکر بنی نوع انسان کی ہدایت کا حکم دیتا ہے۔ اس حیثیت میں وہ رسول بن جاتا ہے۔ نبی کا لفظ نبأ سے نکلا ہے جس کے معنی بڑی اہم یا عظیم الشان خبر کے ہیں۔ جب کسی انسان کو بہت سی اہم خبریں خالق کائنات کی طرف سے ملتی ہیں تو اُسے نبی کہا جاتا ہے اور ان اہم خبروں کا حامل انسان جب لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا جاتا ہے تو اسے رسول کہتے ہیں۔ گویا ہر نبی رسول ہوتا ہے اور خدا کا ہر فرستادہ نبی ہوتا ہے۔ روحانی لوگوں کا یہ طبقہ جنہیں ہم انبیاء کے نام سے یاد کرتے ہیں اپنے کاموں میں بے لوث ہوتے ہیں۔ مخلوق کی بھلائی کا طبعی جوش خدائی احکام کی اطاعت سے پیدا شدہ جذبہ اطاعت سے مل کر ایسا حسین امتزاج پیدا کرتا ہے کہ انسانیت اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے لیکن عام لوگ نہ انکی طبعی ہمدردی اور محبت کا ادراک کر سکتے ہیں نہ انکے جذبہ اطاعت خداوندی کو صحیح طور پر سمجھ پاتے ہیں بلکہ انکے دعویٰ نبوت کو سُن کر انہیں عام انسانوں پر قیاس کرتے ہوئے خود غرض یا جاہ طلب اور مفاد پسند خیال کرتے ہیں حالانکہ ہر نبی اپنے مخاطبین سے کہتا ہے کہ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا (ہود۔ آیت ۵۲) کہ میں تمہیں ہدایت کی طرف لیجانے اور خدا کے ہاتھ میں تمہارا ہاتھ دینے کے عوض تم سے کسی بدلے کا طالب نہیں ہوں میرا بھیجنے والا جو مجھے عطا کریگا وہی میرے لئے بس ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ایسے لوگوں کے خیالات کی اصلاح ہو جاتی ہے اور وہ انبیاء کی صداقت کے قائل ہو جاتے ہیں۔

بے نفسی کے علاوہ خدا کے بھیجے ہوئے بزرگ انسانوں میں ایک وصف یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ بُری باتوں سے پرہیز کرتے اور اچھی باتوں کی اشاعت اور ان پر عمل کرنے میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ انکے مخالف خواہ کتنی بھی کوشش کریں انکے دعویٰ سے پہلی زندگی کو عیب دار ثابت نہیں کر سکتے۔ گویا دوسرے لفظوں میں وہ انکی پرہیزگاری، نیکی اور تقویٰ شعاری پر گواہ ہوتے ہیں اور ان کے دعویٰ کو بُرے اعمال کا منطقی نتیجہ یا ان کی پاداش میں خدائی سزا قرار نہیں دے سکتے۔

سب سے بڑی صفت جو ایک نبی میں پائی جاتی ہے یہ ہے کہ وہ خدائی صفات کی قولی تشریح کے ساتھ ساتھ ان کو اپنی ذات میں منعکس رکھتا ہے اور ایک عاقل جب دیانتداری کے ساتھ اسکی زندگی پر نظر دوڑاتا ہے تو جہاں اسے اسکی صداقت کا یقین ہو جاتا ہے وہاں اُسے خدا تعالیٰ کی ہستی، اسکی بے نظیر قدرتوں اور اسکی اعلیٰ صفات پر بھی یقین کامل پیدا ہو جاتا ہے۔ نبی کے کردار میں خدائی صفات کی جھلک پا کر وہ خود بھی نئی ہمت اور نئے عزم کے ساتھ اس نبی کے نقش قدم پر چل کر الٰہی صفات کو اپنانے کی کوشش میں لگ جاتا ہے اور اسکی زندگی بامقصد اور باکمال بن جاتی ہے۔

انبیاء کی ضرورت:-

نبی اپنے ماننے والوں کی الگ جماعت بناتے ہیں لیکن الگ اُمت کی بنیاد صرف صاحب شریعت انبیاء رکھتے ہیں۔ باقی جس قدر انبیاء ان کے تابع یا ان کی شریعت کی تشریح، تنفیذ اور اشاعت کیلئے آتے ہیں وہ بانی اُمت نہیں ہوتے۔ مجموعی طور پر انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی جاتی ہے جو مختلف علاقوں، قوموں اور نسلوں کی ہدایت کیلئے الگ الگ وقتوں میں بھیجے گئے۔ ان میں سے شریعت لانے والے انبیاء کی تعداد بالکل قلیل ہے۔ یہ نبی جو مختلف بولیاں بولنے والے تھے اور جنہیں آپس میں مل کر بیٹھنے کا موقع میسر نہیں آیا متفقہ طور پر یہ گواہی دیتے ہیں کہ اس کائنات کا ایک پیدا کرنیوالا یقینی طور پر موجود ہے۔ ان مختلف القوم گواہوں کا جو سارے زمانوں پر اور سارے ملکوں میں پھیلے ہوئے تھے بغیر کسی قسم کے تضاد اور اختلاف کے خدا تعالیٰ کی ہستی پر یکزبان ہو کر گواہی دینا اپنی ذات میں ہستی باری تعالیٰ کی ایک عظیم الشان اور ناقابل تردید دلیل ہے۔ وہ سب کے سب شریف اور معزز لوگ تھے، انکی صداقت اور راستبازی مسلّم تھی انکا اس امر پر اتفاق خدا تعالیٰ کے وجود پر ایک بین برہان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی حقیقت کو قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (انعام۔ آیت ۱۰۴) یعنی انسانی عقلیں خدا تعالیٰ کی ذات، صفات اور تعلیمات کا علم حاصل نہیں کر سکتیں لیکن خدا تعالیٰ خود ہی انسانی عقل کے قریب ہو جاتا اور اسے آواز دیکر اپنی ہستی پر مطلع فرماتا ہے۔ وہ انبیاء کو بھیج کر ان میں سے ہر ایک کو اپنی صفات کا آئینہ بناتا اور اپنے احکام سے آگاہ کرتا ہے۔ ان سب کی مجموعی شہادت انسانی عقلوں کی اسی سمت راہنمائی کرتی ہے کہ اس کائنات کا خالق اصالتاً موجود ہے اور الاسماء الحسنیٰ کا مالک ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب میری عمر دس گیارہ سال کی تھی تو ہمارے شہر میں ایک سرکس کمپنی آئی جو سدھائے ہوئے جنگلی جانوروں کا تماشہ دکھاتی تھی۔ میرے والد صاحب مجھے سرکس دکھانے رات کے وقت لے گئے میری نظر کمزور تھی اسلئے میں جانوروں کے کرتب اچھی طرح نہ دیکھ سکتا تھا جب لوگ تعجب یا خاموشی کا اظہار کرتے تو میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاتا لیکن میرے دل میں احساس تھا کہ میں ان نظاروں سے لطف اندوز نہیں ہو رہا۔ صرف سنی سنائی بات سے محظوظ ہو رہا ہوں۔ مجھ سے زیادہ دیر صبر نہ ہو سکا۔ میں نے ابا جان سے عینک لے کر لگائی اور حسن اتفاق سے وہ مجھے درست آ گئی۔ تب میں نے اپنی آنکھوں سے وہ دلچسپ نظارے دیکھے اور جانوروں کے کرتبوں سے لطف اٹھایا اللہ تعالیٰ مندرجہ بالا آیت میں فرماتا ہے تب میں نے اپنی آنکھوں سے وہ دلچسپ نظارے دیکھے اور جانوروں کے کرتبوں سے لطف اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ مندرجہ بالا آیت میں فرماتا ہے کہ ہمارے انسانوں کی نظریں کوتاہ اور عقلیں ناقص ہیں وہ اس عظیم و ورأ الوراء ہستی کا ادراک کرنے سے قاصر ہیں لیکن جب انسان جب خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کے موید ہوتے ہیں یا انبیاء کی مہیا کردہ عینک استعمال کرتے ہیں تو مخفی در مخفی حقائق ان کے سامنے منکشف ہو جاتے ہیں اور وہ اسی دنیوی زندگی میں ان روحانی نظاروں سے لطف اندوز ہوتے ہیں جو اس سے پہلے ان کی نظروں سے پوشیدہ تھے۔ اس بیان سے انبیاء کی ضرورت ظاہر ہو جاتی ہے۔ نبی کا وجود آئینہ خدا نما ہوتا ہے۔ اگر انبیاء کا سلسلہ نہ ہوتا تو انسانی ناقص عقل اپنے خالق و مالک خدا کا صحیح تصور نہ کر سکتی اور ان شکوک و شبہات کی بھول بھلیوں میں سرگرداں رہ کر اس دنیا کو چھوڑ جاتا خدا کی صفات کی تجلی سے اسکی روح بالیدگی حاصل نہ کر سکتی نہ ہی عقلی اور اخلاقی میدانوں میں اسے وہ عظیم ترقیات حاصل ہوتیں جو ایمان باللہ اور تخلق باخلاق اللہ کے نتیجہ میں اس کے لئے مقدر کی گئی تھیں۔

انبیاء کے بھیجنے میں یہ حکمت بھی پنہاں تھی کہ ایک قوم یا ایک علاقہ کے لوگوں کو ایک نقطہ پر جمع کر کے انہیں اتحاد کے فوائد سے متمتع کیا جائے۔ بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء خاص علاقہ اور خاص قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے اور وقتی طور پر ان کے ذریعہ ایک وحدت قائم کی جاتی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد تمام اقوام عالم کو محبت و اخوت کے رشتہ میں باندھ کر متحد کرنے کا الٰہی منشا ظاہر کیا گیا۔ اسلامی تعلیم کی یہ عظیم الشان خوبی ہے کہ ساری قوموں کے لوگ اس کے جھنڈے تلے جمع ہو سکتے ہیں۔ اس طرح ساری اقوام کا روحانی اتحاد خالق کائنات کی توحید پر ایک مزید دلیل مہیا کرتا ہے۔ جوں جوں یہ مقصد تکمیل کی آخری منازل تک پہنچے گا خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کا یکتا اور اکیلا ہونا بھی دنیا پر ثابت ہوتا چلا جائے گا سورۃ جمعہ میں قرآن مجید نے اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ پہلی بعثت کے بعد جو امیین میں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک اور بعثت مقدر تھی جو آخرین میں ہونی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کے ظہور کو بروزی رنگ میں اپنا ظہور قرار دیا ہے اور بعض دیگر احادیث اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ گویا امام مہدی علیہ السلام کی آمد درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی آمد ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت میں تشریف آوری کا کوئی عقلمند مسلمان معیوب قرار نہیں دے سکتا بلکہ آخری زمانے کے مسلمانوں کی خوش نصیبی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ ان میں تشریف فرما ہوں یہ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہا گیا ہے کہ انسانی عقل نبی کے بغیر حقیقی ایمان سے محروم رہتی ہے۔ نبی کی ذات میں الٰہی صفات کے اقتداری جلوے دیکھ کر انسان کی روحانی بصیرت یقین سے آشنا ہوتی اور اس کا دل حقیقی سکون حاصل کرتا ہے۔ اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مجازی اور ظلی مظاہر کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ تا اقوام عالم کو رشتہ وحدت میں پرونے کی مہم آخر تک جاری رکھی جا سکے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بار بھی اپنی امت میں نزول فرمائیں گے اس کے لئے خیر و برکت کا باعث ہے۔

اپنے بندوں پر احسان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی پاکیزہ صفات سے آگاہ فرمایا ہے۔ انسان اپنی عقل سے انہیں معلوم نہیں کر سکتا تھا نہ ہی ان کی تفصیلات اور کارکردگی سے واقف ہو سکتا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء تعلیم فرمائے اور ان کے مظاہر سے آگہی بخشی یہ سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ ہزاروں سال گذرنے کے بعد جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا کو منور کرنے اور انسانی عرفان کی تکمیل کے آخری مراحل سے ہمکنار کرنے کے لئے تشریف لائے تو آپ کے ذریعہ صفات الٰہیہ کی کامل تجلی ہوئی اور یوں محسوس ہوا کہ خدا اپنے بندوں کے بالکل قریب آ گیا ہے۔ قرآن مجید سے اللہ تعالیٰ کی سینکڑوں صفات کا پتہ چلتا ہے لیکن یہ وہی ہیں جن کا تعلق ہماری کائنات سے ہے اسلئے ان کا علم نسل انسانی کے لئے ضروری قرار دیا گیا۔ ورنہ صفات الٰہیہ بے شمار ہیں۔

صفات الٰہیہ کا ظہور

بنیادی طور پر جو صفات خداوندی جلوہ گر ہیں وہ رب العلمین۔ رحمان۔ رحیم اور مالک یوم الدین ہیں اور خدا تعالیٰ کا ذاتی نام قرآن مجید میں اللہ بیان کیا گیا ہے۔ جس سے مراد ایسی ہستی ہے جو ہر قسم کے محاسن اور کمالات کا سرچشمہ اور اپنی ذاتی خوبی اور بڑائی کی وجہ سے معبود اور مسجود بننے کا حق رکھتی ہے۔ ساری کائنات کا نظام اس کے اشارے سے چلتا ہے اور اسی کے حکم سے قائم ہے اور باقی رہ سکتا ہے انبیاء کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات حسنہ کا اظہار ہوتا ہے۔ جن میں سے بعض کا ذکر اس وقت قدرے تفصیل سے کرنا مقصود ہے۔ یوں تو انسانی آنکھ ہمیشہ زندگی اور موت کے نظارے دیکھتی ہے جو ایک محیی اور ممیت خدا کے وجود پر دلالت کرتے ہیں لیکن نبی کے ذریعہ احیاء اور اماتت کے جلوے زیادہ کھل کر سامنے آتے ہیں کہ ایک دانا اور باشعور انسان ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ عربی زبان میں حیاۃ کا لفظ عام جسمانی زندگی کے علاوہ کئی اور معنوں میں استعمال ہوتا ہے کبھی اسکے معنی نشوونما کی قوت کے ہوتے ہیں ہیں۔ کبھی اس سے مراد احساس و شعور ہوتا ہے۔ کبھی عقلی زندگی حیاۃ سے تعبیر کی جاتی ہے اور کبھی دکھ اور غم سے نجات کو حیاۃ سمجھا جاتا ہے۔ آخرت کی دائمی زندگی بھی حیاۃ کہلاتی ہے۔ اسی طرح فائدہ یا نفع اور اس کے اسباب و ذرائع کو حیاۃ کہہ دیا جاتا ہے۔ فعالیت اور حرکت بھی حیاۃ کہلاتی ہے۔ جب یہ باتیں مفقود ہوں تو اسے موت کی حالت کہا جاتا ہے یعنی مندرجہ بالا سات معنی کا فقدان موت کہلاتا ہے۔ اردو زبان میں بھی کم و بیش یہ تمام معانی مستعمل ہیں۔ نبی کے ذریعہ یہ تمام پہلو اجاگر ہو کر سامنے آ جاتے ہیں۔

احیاء اور اماتت کی تجلی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے عرض کیا تھا کہ آپ ان لوگوں کو جو روحانی طور پر مردہ ہو چکے ہیں کیونکر زندہ کریں گے انہیں خدا تعالیٰ کی طاقتوں اور قدرتوں پر ایمان کامل حاصل تھا۔ لیکن وہ اس کی عملی صورت سے آگاہ ہونا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا کہ چار پرندے لیکر سدھائیں اور پھر انہیں الگ الگ پہاڑیوں پر بٹھا کر آواز دیں تو وہ دوڑ کر ان کی طرف آ جائیں گے یہی طریق مردہ انسانوں کو زندگی بخشنے کا ہے جب خدا اپنے نبی کے ذریعہ ان کو پکارتا ہے تو وہ اپنے خالق اور رازق خدا کی آواز پر جو نبی کے منہ سے نکلتی ہے لبیک اللّٰھم لبیک کہتے ہوئے دوڑ کر آتے ہیں اور روحانی زندگی کے چشمہ سے سیراب ہوتے ہیں۔ چار پرندوں کا ذکر کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ چار مرتبہ نمایاں طور پر روحانی مردوں کو پکارے گا اور چاروں مرتبہ یہ آواز روحانی حشر برپا کرنے کا ذریعہ بنیگی

بنی اسرائیل مصر کی سرزمین میں نشوونما کی قوت سے عاری تھے۔ ترقی کا احساس بھی ان کے دلوں سے مٹ چکا تھا۔ ان کی عقلیں کند ہو چکی تھیں۔ دکھوں نے ان کا چاروں طرف سے محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اخروی زندگی پر انہیں ایمان نصیب نہیں تھا۔ اپنے نفع کے اسباب ان کے ہاتھوں سے نکل چکے تھے اور ساری قوم جمود کا شکار تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی نجات کے لئے بھیجا۔ جو انہیں موت کے پنجہ سے چھڑا کر مصر سے نکال لائے۔ زندگی اور اس کی اقدار سے انہیں روشناس کرایا۔ ان کے ذہنوں میں ترقی کا شعور اور احساس پیدا ہوا۔ دکھوں اور غموں سے نجات ملی اور کنعان کی سرزمین میں جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی تھیں انہیں حکمرانی عطا کی گئی وہ مصر کا بادشاہ جو انہیں غلامی کی زنجیروں میں اسیر رکھنا چاہتا تھا اپنی فوج سمیت غرق ہوا اور کنعان کے وہ باشندے جو بنی اسرائیل کے راستے میں مزاحم ہوئے مٹا دئے گئے۔ احیاء اور اماتت کا منظر ایسے مؤثر اور دلنشیں پیرایہ میں پیش کیا گیا کہ خدا تعالیٰ کا محیی اور ممیت ہونا بے نقاب ہو کر انسانی ذہن کے سامنے آ گیا۔

بنی اسرائیل جب تک موسوی شریعت پر کاربند رہے روحانی۔ اخلاقی اور جسمانی زندگی کے تمام پہلو ان میں پائے جاتے رہے۔ جب خدا کی احکام سے سرتابی کی تو جس طرح نور سے الگ ہوتے ہی تاریکی کے سائے انسان پر مسلط ہو جاتے ہیں

اسی طرح روحانی، اخلاقی اور قومی موت کے سائے ان پر لمبے ہو گئے۔ حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ ذلت و ادبار نے ان کا محاصرہ کر لیا اور غیر قوموں نے انہیں اچھی طرح رسوا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کیلئے نجات دہندہ کے طور پر مبعوث کیا گیا۔ ایمان کی برکت سے ماہی گیروں میں نئی زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ رفتہ رفتہ وہ فرش سے اُٹھے اور عرش تک جا پہنچے۔ ہر طرف سے دھتکارے اور ٹھکرائے جانے اور ہر قسم کی اذیت اور دکھ دیئے جانے کے بعد وہ تاج و تخت کے مالک بنے۔ روحانی احیاء کے یہ دو عظیم الشان نظارے تھے جن کا دعویٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا گیا تھا۔ تیسرا اور چوتھا نظارہ آگے ملاحظہ فرمائیں۔

عربوں کی ذلت و پستی ضرب المثل تھی۔ ان پر جمود کی ایسی حالت طاری تھی کہ وہ زندہ ہونے کے باوجود مُردہ تھے۔ اُن کی قومی زندگی کا گویا وجود ہی نہ تھا۔ مکہ کے اُمّی اور یتیم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے طفیل سارا عرب موت کی سی بے حسی چھوڑ کر زندگی کی ارتقائی منازل اس سرعت سے طے کرنے لگا کہ آنکھ جھپکنے کی دیر میں قیصر و کسریٰ کی حکومتیں لرز کر گر پڑیں اور چکنا چور ہو گئیں۔ صدیوں کے مُردے نفخِ مصطفوی سے کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے قبروں سے نکل آئے اور روحانی زندگی کی برقی رَو کچھ اس طرح ان کے ذرہ ذرہ میں سما گئی کہ انہوں نے ہر میدان میں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے موت کے گھاٹ اُتارا۔ وہ حیات بداماں ہر ملک میں گئے اور جہاں جہاں سے گزرے زندگی پر نکھار آتا چلا گیا۔ ان کے ذریعہ نئی زمین اور نیا آسمان پیدا ہوا اور خدا کی وحدانیت معمورۂ عالم کے چپہ چپہ پر قائم ہو گئی۔ احیاءِ موتیٰ کا یہ تیسرا بے مثال نظارہ تھا جو چشمِ فلک نے دیکھا اور جس کی تابانی سے دنیا کی آنکھیں اب تک خیرہ ہیں اور تاقیامت رہیں گی۔

پھر جب مسلمانوں کی نسلوں پر غفلت اور سستی کا دَور آیا اور اسلام کے مخالفین نے سمجھ لیا کہ اب اس مذہب کا خاتمہ ہے اور انہوں نے بے دردی سے اس پر حملے کر کے اس کا کام ہمیشہ کے لئے تمام کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں سے ہی ایک فرد کو چُنا۔ اسے قرآن مجید کا آبِ حیات پلا کر زندۂ جاوید بنایا اور پھر اسے محمدی رنگ میں رنگین کر کے مسیح آخرالزمان اور امام مہدی بنا کر ساری دنیا میں توحید کا پرچم لہرانے اور تمام اقوامِ عالم کو دینِ محمدی پر جمع کرنے کے لئے مامور فرمایا۔ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی ہستی کے منکر ہیں اور اس کی صفات پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لئے یہ نادر موقع ہے کہ وہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی زندگی اور آپ کے کارناموں پر غور کریں۔

اس وقت جماعت احمدیہ کی حالت کس مپرسی کی ہے۔ دو کوڑی کا انسان بھی اسے ٹھوکر مار کر فخر کرتا ہے کہ اس نے ایک عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے اور اس کے ساتھیوں میں اس کی بڑی واہ واہ ہوتی ہے لیکن وہ خدائے بلند و برتر جس کے قبضۂ قدرت میں موت و حیات ہے اور جس نے نبیوں کی چھ ہزار سالہ تاریخ میں محیر العقول کام دکھائے ہیں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ سے وعدہ کر چکا ہے کہ وہ اس غریب اور کمزور جماعت کو فوق العادت ترقی دیگا، زندگی کے تمام اسباب و وسائل اس کے لئے مہیا کرے گا، موت کے ہر حملے سے اُسے محفوظ رکھے گا اور اس کے مخالف خواہ وہ دجال کی صورت میں آئیں یا یاجوج و ماجوج کا روپ دھاریں ذلت و ناکامی کا مُنہ دیکھیں گے۔ جماعت احمدیہ خدائے محی کے ہاتھ کا عجوبۂ روزگار کرشمہ ہے جو اس سے وابستہ ہو گا وہ کبھی موت کا مُنہ نہیں دیکھے گا اور جو اس سے دُور رہے گا وہ کسی بھی قلعہ میں بیٹھ کر محفوظ نہیں رہے گا۔ امام مہدی علیہ السلام کی جماعت کے غلبہ کے ساتھ احیائے موتیٰ کا وہ چوتھا جلوہ تکمیل کو پہنچے گا جو ابراہیمی وعدہ کی آخری کڑی ہے۔ (باقی)

درخواست ہائے دُعا

۱۔ میرے والد محترم شیخ محمد حسین صاحب آف چنیوٹ عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں اور بہت کمزور ہو گئے ہیں ان کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(شریف احمد میر چھاؤنی)

۲۔ محترم چوہدری محمد بدرالدین صاحب صدر جماعت احمدیہ کرالوالہ کو گھوڑی پر سے گر پڑنے کی وجہ سے چوٹیں آئی ہیں۔ سہارا سے چل سکتے ہیں کمزور بہت ہیں۔ چوہدری صاحب موصوف کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(نور الحق مظہر مغلپورہ۔ لاہور)

وقفِ جدید کے لئے مُعلّمین کی ضرورت

وقفِ جدید کو ایسے نوجوان تعلیم یافتہ مخلصین کی ضرورت ہے جو بطور معلّم اپنی زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کریں اور دور دراز نامساعد حالات میں اصلاح و ارشاد اور جماعتی تربیت کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ ایسے احباب اپنی درخواستیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مقامی امیر/پریذیڈنٹ صاحب کی سفارش کے ساتھ بھجوائیں۔

۱۔ درخواست دہندہ کی دنیوی تعلیم کم از کم میٹرک ہو۔
۲۔ وہ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو اور اگر ترجمہ بھی آتا ہو تو بہتر ہے۔
۳۔ دینی مسائل سے عمومی واقفیت رکھتا ہو۔
۴۔ جماعت کی تربیتی تنظیموں میں دلچسپی لیتا ہو۔
۵۔ کسی حد تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کیا ہو اور سلسلہ کے لٹریچر سے واقفیت رکھتا ہو۔
۶۔ عام صحت اچھی ہو۔
۷۔ عمر ۴۰ سال سے کم ہو۔
۸۔ دعاگو اور تہجد گزار ہو۔

تمام درخواستیں صدر صاحبان اور قائد/زعیم صاحبان کی تصدیق اور سفارش کے ساتھ آنی چاہئیں۔ (ناظم ارشاد وقفِ جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقریبِ شادی

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے عزیزم امتیاز احمد صاحب بی۔اے ابن مکرم مولوی برکات احمد صاحب مرحوم (ناظر امور عامہ قادیان) کا نکاح گزشتہ سال عزیزہ بشریٰ زمان صاحبہ بنت مکرم میجر عارف زمان خان صاحب (سابق ناظر امور عامہ ربوہ) سے ہوا تھا۔ ۱۴/۱۲/۷۵ بروز اتوار یعنی عیدالاضحیہ کے مبارک دن بعد نماز عصر تقریب رخصتانہ عمل میں آئی اور ۱۵/۱۲/۷۵ بروز سوموار حضرت مولانا راجیکی صاحب کے مکان واقع محلہ دارالرحمت غربی ربوہ میں دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ دلہن کے دادا خان بہادر آصف زمان خان صاحب مرحوم (کمشنر پیلی بھیت) اور پڑدادا خان بہادر عبدالحق خان صاحب مرحوم بھی بفضلہ تعالیٰ احمدی تھے۔ احباب دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت ثابت ہو اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا موجب بنے۔

اللہ تعالیٰ آپکو ہر بیماری سے شفا دے
دعا کے ساتھ دواخانہ خدمتِ خلق ربوہ کی
ادویات بھی استعمال کریں!

احمدی بھائیوں کی اپنی دوکان
نیو پاک جیولرز ۱۲ اڈیلدار روڈ اچھرہ لاہور
فون: ۴۱۰۹۷۴
ہر قسم کے خالص سونے و چاندی کے
مضبوط و پائیدار زیورات بنانے کا
ــ واحد مرکز ــ
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
کی
دیدہ زیب انگوٹھیاں اور سندھی فدشی کوکے
ہر وقت دستیاب ہیں
ــ پروپرائٹر ــ
میاں عظیم قادر اینڈ سنز

ہُوَالشَّافِی
جانوروں کے اپھارہ کی کامیاب دوا
"اکسیر اپھارہ"
آج ہی منگوائیے اور قیمتی جانوروں کی جان بچائیے
فی پیکٹ ۱/۵۰ درجن ۱۲/۰۰ ۔ دو درجن یا زیادہ پر
ڈاک خرچ بذمہ کمپنی۔ مفید لٹریچر مُفت
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی۔ ربوہ
فون ۶۰۶ / ۴۰۷

ہاضمی — خرابی ہضم کا بہترین علاج — قیمت فی شیشی ۲/- روپے
مبارک منجن — دانتوں کی چمک و صفائی کیلئے — قیمت فی شیشی ۱/۵۰ روپیہ
کف سیرپ — خشک و تر کھانسی کیلئے لاجواب — قیمت فی شیشی ۳/۵۰ روپے
ساجد دواخانہ ربوہ (بالمقابل دفتر انصار اللہ مرکزیہ)

خدا کی محبت میں اُس کی راہ میں مال خرچ کریں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا تعالیٰ سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادے سے آتا ہے" (اشتہار تبلیغ رسالت)

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

اسلام کی عمارت کی تکمیل

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"ہم میں سے بہت لوگ ایسے ہیں جو ... قربانیوں سے گریز کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سامنے خوشی کے ساتھ کھڑے ہونے کا موقع نہیں ملے گا جو خوشی کے ساتھ قربانیاں کریں گے اور خوشی کے ساتھ اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کر دیں گے وہ اسلام کی آخری تعمیر میں حصہ لینے والے اور اسلام کے معمار ہوں گے اور وہی لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود علیہ السلام کی جماعتوں میں لکھے جائیں گے اور اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سُرخرو ہوں گے کیونکہ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا" (الفضل ۱۷ دسمبر ۱۹۴۷ء)

(وکیل الدیوان تحریک جدید)

جلسہ سالانہ ۱۹۷۵ء کے اہم کوائف

(بقیہ صفحہ اوّل)

۲۶ دسمبر بروز جمعۃ المبارک شب کے ساڑھے سات بجے مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا صدارت کے فرائض محترم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے سرانجام دئے۔

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو کہ مکرم ملک منصور احمد صاحب عمر شاہد نے کی۔ تلاوت کے بعد مکرم منصور احمد صاحب مبشر متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ نے نظم پڑھی بعد ازاں مقررہ پروگرام کے مطابق مکرم مولوی عطاء الکریم صاحب شاہد نے "اُمتِ مسلمہ سے خدا تعالیٰ کی محبت کا سلوک ہمیشہ جاری ہے" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ پھر مکرم مولوی محمد اعظم صاحب اکسیر مربی سلسلہ احمدیہ نے تقریر فرمائی آپ کی تقریر کا موضوع "شانِ حدیث اور منکرین کے اعتراضات کے جوابات" تھا۔ آخری تقریر مکرم مولوی ہادی علی صاحب متعلم جامعہ احمدیہ نے "مذاہب عالم پر ایک طائرانہ نظر" کے موضوع پر فرمائی۔

جلسہ کی کارروائی کے دوران صدر جلسہ محترم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب کو چونکہ ایک ضروری جماعتی کام کے لئے جانا پڑا اس لئے جلسہ کی بقیہ کارروائی مکرم مولوی عطاء الکریم صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ کی صدارت میں عمل میں آئی۔

شدید سردی کے باوجود احبابِ جماعت بڑی کثرت کے ساتھ اس اجلاس میں شامل ہوئے۔ اجتماعی دعا کے ساتھ اس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

مرحومین کے لئے دعائے مغفرت

جلسہ سالانہ کی ایک اہم غرض سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مقرر فرمائی تھی کہ

"جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

حسبِ سابق امسال بھی جلسہ سالانہ کے اس مبارک موقع پر یہ غرض پوری ہوئی۔ چنانچہ جلسہ کے دوسرے روز یعنی ۲۷ دسمبر کو محترم مولانا ابوالعطاء صاحب صدر مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی ربوہ نے ان تمام موصی بھائیوں اور بہنوں کے نام پڑھ کر سُنائے جو گزشتہ جلسہ سالانہ کے بعد وفات پا گئے۔

جملہ حاضرین جلسہ نے اپنے ان فوت ہو جانے والے بزرگوں، بھائیوں اور بہنوں کے لئے مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا کی اور اس طرح جلسہ سالانہ کی یہ غرض بھی حسب سابق امسال بھی خدا کے فضل سے پوری ہو گئی۔ الحمد للہ

(باقی)

محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ (والدہ محترم چوہدری شبیر احمد صاحب) وفات پا گئیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ جو محترم حافظ عبدالعزیز صاحب مرحوم آف سیالکوٹ چھاؤنی کی اہلیہ اور محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریک جدید کی والدہ تھیں ۲۵ دسمبر کو راولپنڈی میں بعمر ۸۴ سال وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ کا جنازہ اسی دن شب کو ربوہ لایا گیا ۲۶ دسمبر کی صبح کو بعد نماز فجر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحومہ خدا کے فضل سے موصیہ تھیں اس لئے مقبرہ بہشتی ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین مکمل ہونے پر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے دعا کرائی۔

مرحومہ نے ایک بیٹی محترمہ اقبال حیدری بیگم اہلیہ مکرم ڈاکٹر محمد احسن خان صاحب راولپنڈی اور محترم چوہدری شبیر احمد صاحب کے علاوہ پانچ بیٹے (ڈاکٹر رشید احمد صاحب ربوہ۔ چوہدری بشارت احمد صاحب کراچی۔ چوہدری ریاض احمد صاحب راولپنڈی۔ چوہدری اعجاز احمد صاحب کراچی اور چوہدری ذوالفقار احمد صاحب ربوہ) اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

احبابِ جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِنعام کا مستحق

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"زکوٰۃ جس رنگ میں رکھی گئی ہے اس میں تو یہ حکمت ہے کہ اگر یونہی صدقہ کا حکم دیا جاتا رقم اور وقت مقرر نہ ہوتا تو بہت لوگ نہ دیتے اس لئے تھوڑے سے تھوڑا چندہ شریعت نے خود مقرر کر دیا ہے کہ اس قدر اپنے مال سے ضرور دیا جائے اس سے زائد جو دے وہ انعام کا مستحق سمجھا جائے اور جو اس حد تک بھی نہ دے وہ مجرم ہو پس تم اس حد کو پورا کرو" (ملائکۃ اللہ صفحہ ۹۲، ۹۳)

اللہ تعالیٰ ہر صاحب نصاب دوست کو مقررہ حد سے زائد دینے اور اس طرح حضور رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق انعام کا مستحق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دوست زکوٰۃ کی رقوم جلد از جلد ارسال فرما کر ممنون فرماویں اور مفصل معلومات کے لئے رسالہ زکوٰۃ مفت طلب فرماویں۔

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

یہ گھڑی کس کی ہے؟

ایک عدد مردانہ گھڑی مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۷۵ء کو ملی ہے۔ جن صاحب کی ہو وہ مندرجہ ذیل پتہ پر نشانی بتا کر حاصل کر سکتے ہیں۔

(لطیف احمد طاہر ولد الحاج مولوی محمد شریف صاحب کوارٹر ۶۱ تحریک جدید۔ ربوہ)